السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ڈیرہ نواب سے عبدالعلی لکھتے ہیں کہ ہمارے ہاں عام طور پر دوران جماعت مقتدی حضرات بعض آیات کے اختتام پر باآواز بلند ان کا جواب دیتے ہیں۔ کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مختلف حضرات کی طرف سے ہمیں یہ سوال موصول ہوا ہے، مسئلہ کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر ہم اسے ذرا تفصیل سے بیان کرتے ہیں تاکہ اس کا کوئی پہلو تشنہ نہ رہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوران قراءت یہ معمول بیان کرتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح پر مشتمل آیات تلاوت کرتے تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے اور جب کبھی سوال کی آیت سے گزرتے تو سوال کرتے، اسی طرح جب کوئی تعوذ کی آیات پڑھتے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے۔ (مسلم کتاب صلوة المسافرین)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول اگرچہ صلوۃ الیل سے متعلق ہے، تاہم محدثین کرام نے اسے عام رکھا ہے، یعنی جب بھی کوئی ایسی بات کی تلاوت کرے جس میں اللہ کی تسبیح یا پناہ یا سوال کا ذکر ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے اس وقت اللہ کی تسبیح کرے، اللہ سے سوال کرے، نیز دینی اور دنیاوی ضرر رساں نقصان اور خسران سے اللہ کی پناہ طلب کرے۔ دوران قراءت یہ ایک عام ہدایت ہے جس کا ہمیں خیال رکھنا چاہیے، واضح رہے کہ یہ ہدایت صرف قاری یعنی پڑھنے والے کے لئے ہے۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع صرف اس معنی میں تمام افراد امت کے لئے عام ہے جب فرد کی حالت بھی وہی ہو جس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کام سرانجام دیا ہے۔ اس مختصر تمہید کے بعد ہم، جن آیات کا جواب دیا جاتا ہے، اس کی حیثیت بیان کرتے ہیں۔

(۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى) پڑھتے تو (''سبحان ربی الاعلی) کہتے۔ (سنن ابی داؤد1

یہ تسبیح پر مشتمل آیت پڑھنے کے بعد تسبیح بیان کرنے کا عملی نمونہ ہے، اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس حدیث کے بیان کرنے میں حضرت وکیع کی دوسرے طرق سے مخالفت کی گئی ہے۔ اس حدیث کو جب حضرت ابو وکیع بن جراح اور حضرت شعبہ بیان کرتے ہیں تو اسے مرفوع کے بجائے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما'' ''سے موقوفاً بیان کرتے ہیں۔

(اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے نزدیک یہ روایت مرفوع نہیں بلکہ موقوف ہے، اس کے علاوہ حضرت معمر نے بھی حضرت وکیع کی مخالفت کرتے ہوئے اسے موقوف بیان کیا ہے۔ (مصنف عبد الرزاق: 2/452

لیکن حضرت وکیع بھی چونکہ ثقہ راوی ہیں، اس لئے ان کا مرفوع بیان کرنا ایک اضافہ ہے جسے محدثین کرام کے اصول کے مطابق قبول کیا جانا چاہیے، اس لئے یہ روایت مرفوع ہوگی۔

(امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت اسی سند سے بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ حدیث شیخین بخاری ومسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ (مستدرک حاکم: 1/267

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے یونہی برقرار رکھا ہے۔ (تلخیص المستدرک) اگر یہ روایت موقوف بھی ہو تو بھی اسے مرفوع کا حکم دیا جائے گا۔ کیونکہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں اجتہاد کو کوئی دخل نہیں۔ واضح رہے کہ آیات کا جواب دینے کا یہ عمل صرف قاری، یعنی پڑھنے والے کے لئے ہے، خواہ دوران نماز ہی کیوں نہ ہو، سامع کے لئے نہیں ہے۔ چنانچہ متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر عمل ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے متعلق (روایت میں ہے کہ انہوں نے جمعہ کی نماز میں (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى) پڑھا تو (سبحان ربی الاعلی) کہا۔ (سنن بیہقی: 2/311

(اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی وضاحت ہے کہ انہوں نے نماز میں (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى) کے جواب میں (''سبحان ربی الاعلی) کہا۔ (بیہقی: 2/311

ان احادیث وآثار کے پیش نظر اگر کوئی نماز میں (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى) پڑھتا ہے تو اسے جواب میں ''سبحان ربی الاعلی'' کہنا چاہیے۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نمونہ ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس نمونے کو اپنایا ہے مگر اسے مقتدیوں کے لئے جواب دینے کی دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

(حدیث میں ہے کہ اگر کوئی تم میں سے (وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ) پڑھے اور (أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ) 'تک پہنچے تو اسے (بلیٰ وانا علی ذلک من الشاہدین) کہنا چاہیے۔ (مسند امام احمد: 2/249

اس روایت کو بھی مقتدی حضرات کے لئے جواب دینے کی دلیل بنایا جاتا ہے لیکن یہ روایت بھی محدثین کرام کے قائم کردہ معیار صحت پر پوری نہیں اترتی کیوں کہ اس میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے بیان کرنے والا ایک راوی مجہول ہے جس کے حالات کا کوئی سراغ نہیں ملتا، محدثین کی بیان کردہ شرائط کے مطابق جس روایت میں ''جہالت'' پائی جائے وہ ضعیف اور ناقابل حجت ہوتی ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

(یہ روایت صرف اسی سند کے ساتھ بیان ہوئی ہے اور حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے بیان کرنے والے اعرابی کا نام مذکورہ نہیں۔ "(جامع ترمذی: حدیث نمبر 3347"

(مصنف عبدالرزاق میں یہ روایت اعرابی اور حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کے بغیر بیان ہوئی ہے لیکن یہ اس لئے ناقابل قبول ہے کہ اس کی سند سے دو راوی ساقط کر دیئے گئے ہیں۔ (مصنف عبدالرزاق: 2/452

(حدیث میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی (لَاأُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ) پڑھے تو اس کی آخری آیت کی تلاوت کے بعد اسے "بلیٰ" کہنا چاہیے۔ (مسند امام احمد: 2/249

اس روایت میں بھی وہی سقم ہے جو اس سے پہلے والی میں بیان ہو چکا ہے۔ کیوں کہ یہ ایک ہی روایت ہے جسے ہم مسئلہ کی وضاحت کے پیش نظر الگ الگ بیان کر رہے ہیں۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص اپنے مکان کی چھت پر نماز پڑھا کرتا تھا۔ جب وہ سورۃ قیامۃ کی اس آخری آیت کو تلاوت کرتا تو اس کے بعد "سبحانک بلیٰ" کہتا، جب لوگوں نے اس سے پوچھا تو بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کہتے سنا ہے۔ (بیہقی 2/310:)

اول: تو اس روایت میں ایک راوی موسیٰ بن ابی عائشہ ہے جس کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ اس نے کسی صحابی سے یہ حدیث سنی ہو جس کا ذکر مذکورہ روایت میں ہے۔ اور اس روایت کو موسیٰ بن ابی عائشہ کے علاوہ دوسرا کوئی بیان کرنے والا بھی نہیں ہے۔

ثانیاً: یہ صرف قاری کے لئے ہے۔ مقتدی حضرات کے لئے جواب دینے کی دلیل یہ واقعہ نہیں بن سکتا۔

(حدیث میں ہے کہ تم میں سے اگر کوئی سورۃ مرسلات کی تلاوت کرے تو (فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ) پڑھنے کے بعد امنا باللہ کہے۔ (بیہقی: 2/310

اس حدیث میں وہی سقم ہے جس کا تفصیلی ذکر پہلے ہو چکا ہے کیوں کہ یہ بھی پہلی روایت کا ایک حصہ ہے۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے سامنے سورہ رحمٰن تلاوت فرمائی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے یہ (سورت جنوں کے سامنے پڑھی تھی تو وہ جواب دینے میں تم سے بڑھ کر تھے۔ میں جب بھی (فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ) "پڑھتا تو وہ جواب میں "لابشیء من نعمک ربنا نکذب فلک الحمد کہتے تھے۔ (سنن ترمذی حدیث نمبر: 3291

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے اس حدیث کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ (جامع ترمذی: کتاب التفسیر

(لیکن علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو حسن کہا ہے۔ (مشکوۃ تحقیق البانی: 1/273

لیکن اس میں یہ صراحت نہیں ہے کہ جنوں کا جواب دینا دوران نماز تھا بلکہ قرائن ایسے ملتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورت نماز کے علاوہ کسی اور وقت تلاوت کی تھی کیوں کہ صرف جنوں کی جماعت کرانا کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں ہے۔

ہمارے ہاں عام طور پر سورۃ غاشیہ کے اختتام پر اللھم حاسبنی حساباً یسیرا" کے الفاظ بطور جواب امام اور مقتدی حضرات کی طرف سے با آواز بلند ادا کئے جاتے ہیں، حالانکہ کسی صحیح حدیث میں ایسا نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الغاشیہ کے اختتام پر یہ کلمات کہے ہوں۔ البتہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک بیان کتب حدیث میں بیان موجود ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کسی نماز میں یہ کہتے ہوئے سنا: "اللھم حاسبنی حساباً یسیرا" (مسند امام احمد: 6/48)

لیکن اس دعا کا تعلق سورۃ غاشیہ کے اختتام سے نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات بطور جواب کہے ہوں بلکہ آپ ان کلمات کو بطور دعا پڑھتے تھے۔ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "کہ اس دعا کو تشہد میں سلام سے (پہلے پڑھا جا سکتا ہے۔ "انہوں نے اس دعا کو ان دعاؤں میں ذکر کیا ہے جو بوقت تشہد سلام سے پہلے پڑھی جاتی ہیں۔ (صفۃ صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم: 201 الدعا قبل السلام وانواعہ

خلاصہ کلام حسب ذیل ہے:

(سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى) کی تلاوت کے وقت صرف امام کو سبحان ربی الاعلیٰ کہنے کی اجازت ہے۔ کیونکہ یہ عمل متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی ثابت ہے۔ یعنی وہ جب اس کی تلاوت کرتے تو جواب کے طور پر سبحان ربی الاعلیٰ کہتے۔

باقی جوابات پر مشتمل روایات محدثین کرام کے قائم کردہ معیار صحت پر پوری نہیں اترتیں جن حضرات کے ہاں ضعیف روایت پر عمل کرنے کی گنجائش ہے وہ اگر انہیں عمل میں لانا چاہیں تو یہ قراءت کے وقت تو ہو سکتا ہے جبکہ وہ خود تلاوت کر رہے ہوں، مقتدی حضرات کے لئے جواب دینے کا جواز ان روایات سے ثابت نہیں ہوتا۔

(فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ) کا جواب خارج از نماز سننے کے لئے دیا جا سکتا ہے کیوں کہ دوران نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تلاوت فرمانا اور جنوں کا جواب دینا اس کے لئے ثبوت کی ضرورت ہے جو تلاش بسیار کے باوجود ہمیں نہیں مل سکتا ہے۔ سورہ غاشیہ کے اختتام پر" اللھم حاسبنی حساباً یسیرا" جیسے کلمات سے جواب دینا تو انتہائی محل نظر ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث